انسانِ کامل

عبد الرحیم اشرف

تاجدارِ کائنات فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات پر کیا کچھ نہیں لکھا جا چکا۔ آپ کی سیرت مبارک پر تقریباً ہر زبان اور ہر ملک میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ دوست اور عقیدت مند پیروکار تو خیر آپ کے کمالات کے معترف ہیں ہی دشمن بھی اعتراف حقیقت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کائنات ارضی میں بیشمار پیغمبر اور مصلح آئے۔ لاتعداد اولوالعزم ہستیاں پیدا ہوئیں مگر کسی کا نام اس طرح بلند نہیں ہوا۔ آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، گوتم بدھ، گورونانک اور کرشن جی کے نام لیوا دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں بستے ہیں۔ مگر کسی کی سیرت پر اس قدر کتابیں موجود ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کا چرچا چار دانگ عالم میں ہے اور جس کا نام بچے بچے کی زبان پر ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ

ہر چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر دنیا میں مبعوث فرمائے کسی کے متعلق یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ "وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً ونذیراً" - یہ اعلان صرف تاجدار حرم کے متعلق ہوا ہے کہ اے پیغمبر ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اسی طرح آپ ہی کے متعلق ارشاد ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃ تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

انسان دنیا میں اگر کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس میں تین چیزوں سے ایک چیز ضرور پائی جاتی ہوگی (۱) کمال (۲) جمال (۳) نوال۔ یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک صفت بھی اگر کسی چیز میں موجود ہو تو وہ محبوب بن سکتا ہے اور جس میں یہ تینوں صفات موجود ہوں تو اس کی محبوبیت کا کیا ٹھکانہ!

کمال: آپ کی ذات جامع صفات اور صاحب کمالات ہے آپ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں جن کا فرداً فرداً تصور کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات کو نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ کی سیرت

سے ہر طبقے اور شعبے کا آدمی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے کیونکہ آپ ہر میدان میں باکمال تھے۔ آپ سے ایک رہنما فیض حاصل کر سکتا ہے تو ایک پیرو کار بھی آپ کی سیرت سے راہ یاب ہو سکتا ہے۔ اگر ایک سپہ سالار اپنے لئے آپ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے تو ایک عام فوجی بھی آپ کے اسوۂ حسنہ سے سبق سیکھ سکتا ہے اگر ایک صوفی اور زاہد آپ کے نقش قدم پر چل کر گوہر مقصود پا سکتا ہے تو ایک مالدار بھی آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہو کر فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتا ہے اگر ایک عیال دار شخص آپ کے کردار سے اپنا گھر جنّت کا نمونہ بنا سکتا ہے تو ایک مجرد شخص بھی اپنی زندگی کو خوش گوار بنا سکتا ہے۔ اگر ایک باپ آپ سے رہبری حاصل کر سکتا ہے تو ایک بیٹا بھی آپ کی سیرت کو مشعل راہ بنا سکتا ہے اگر ایک امیر اور بادشاہ آپ کی سیرت پر عمل کر کے دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے تو ایک غریب اور مزدور بھی اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے غرض وہ کسی بھی شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والا شخص کیوں نہ ہو۔ آپ اس کے لئے منبع ہدایت ہیں۔

جمال : حسن و جمال میں آپ یکتا تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے آپ کے حسن کے متعلق فرماتے ہیں۔

واحسن منك لم ترقط عینی　　واجمل منك لم تلد النسآء
وخلقت مبرّاً من کل عیب　　کانك قد خلقت کما تشآء

ترجمہ۔ آپ سے بڑھ کر کسی حسین کو میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوب صورت بچہ کسی عورت نے نہیں جنا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ جس طرح چاہتے تھے اسی طرح آپ کو پیدا کیا گیا۔

شمائل ترمذی میں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اکرم کے چہرۂ انور کو دیکھا تو آپ چاند سے بھی زیادہ حسین نظر آرہے تھے۔ گویا آپ کے حسن کے سامنے چاند بھی ماند تھا مدینہ منورہ میں جب آپ تشریف لائے تو مدینہ کی بچیوں نے آپ کا استقبال ان اشعار کے ساتھ کیا کہ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع　　وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ترجمہ۔ چودھویں کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے طلوع ہوا۔ ہم پر شکر واجب ہے جب تک کہ کوئی دعا مانگنے والا دنیا میں باقی ہے آپ کے حسن پر تو تمام حسن دنیا نچھاور ہو۔ اسی کا تو پرتو ہے جو پھولوں میں نمایاں ہے اور ہر حسین چیز اسی کے نور سے جگمگا رہی ہے۔

مثال : دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود اس وقت ہوا جبکہ دنیا کو آپ کی اشد ضرورت

تھی - لوگ ادیانِ سابقہ سے منحرف ہو چکے تھے اور راہ سے بے راہ ہو گئے تھے اس وقت انہیں ضرورت تھی کہ کوئی راہ پر لگائے اور انہیں ملتہ واحدۃ بنا دے تب اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور دنیا آپ کے نور سے جگمگانے لگی آپ نے لوگوں کو ایک ایسی تعلیم دی جس میں انسانیت سے محبت کرنا اور آپس میں بھائی چارہ پیدا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے اس تعلیم نے نہ صرف لوگوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا بلکہ اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور وہ کھرے کو کھوٹے سے جدا کرنے کے قابل ہو گئے -

آپ نے روحانی بے چینیوں کو چین بخشا اور علم کے پیاسوں کو سیراب کیا۔ آپ نے آقا و غلام کی تمیز مٹا کر انہیں ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا -

آپ کا کردار

باکمال شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام اوصاف عالیہ سے متصف ہو اور اس کا کردار بے داغ ہو - دوست تو دوست دشمن بھی اس کے کردار پر شک وشبہ نہ کر سکیں۔ آپ کا کردار بالکل آئینہ کی طرف صاف تھا۔ دشمنوں کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ آپ پر انگشت نمائی کر سکیں آپ کو الصادق اور الامین کے القاب خود مشرکین مکہ نے دیئے تھے۔ باوجود دشمنی کے وہ آپ پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس جمع کراتے تھے اور جب ہجرت کے موقع پر آپ مدینہ روانہ ہونے لگے تو حضرت علی کو اپنے بستر پر اس لئے لٹا دیا تاکہ صبح ان دشمنوں کی امانتیں واپس کر دی جائیں جو کہ محاصرہ کئے ہوئے ہیں -

آپ کو جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگوں کو علی الاعلان حق کا پیغام پہنچادیں تو آپ نے انہیں صفا پہاڑ کے پاس جمع فرمایا اور پھر ان سے پوچھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر جرار تیار کھڑا ہے جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کرو گے؟ سب نے بیک زبان یہ جواب دیا کہ ہم نے آپ کو متعدد مرتبہ آزمایا لیکن آپ کو ہمیشہ سچا پایا لہذا ہم بالکل یقین کرلیں گے تب آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور انہیں شرک سے باز آنے کی تلقین کی -

آپ کے اخلاق عالیہ کا تو خود قرآن گواہ ہے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں - انک لعلےٰ خلق عظیم - اے پیغمبر! آپ اخلاق عالیہ سے متصف ہیں۔ اور خود آپ کا ارشاد ہے۔ وانما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق - مجھے کریمانہ اخلاق کو اتمام تک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہے اور آپ نے جس طرح کریمانہ اخلاق کو تکمیل تک پہنچایا وہ سب پر واضح ہے؟

آپ نے قرآن پر حرف بحرف عمل پیرا ہو کر ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ چھوڑا ہے اسی لئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کان خلقہ القرآن آپ کا کردار عین قرآن تھا -

خاندانی شرافت خاندانی لحاظ سے آپ ساری مخلوق سے زیادہ نجیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو شرافت و نجابت بخشی پھر اس خاندان میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا۔ حضرت اسماعیل کے خاندان میں سے اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو پسند فرمالیا۔ اور کنانہ سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم سے رسول اللہ کو پسند فرمایا لہذا خود آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں بہتر ہوں بہتر لوگوں میں سے جو بہتر لوگوں سے تھے۔

حضرت ابوطالب فرماتے ہیں۔

اذا اجتمعت یوماً قریش لمعشرٍ فعبدمناف سرّھا وصمیمھا

فان فصلت انساب عبد منافھا ففی ھاشم اشرافھا وقدیمھا

وان فخرت یوماً فان محمداً ھو المصطفیٰ من سرّو کریمھا

ترجمہ۔ اگر کسی دن قریش جمع ہوجائیں لوگوں کے سامنے۔ تو عبدمناف اس میں سے افضل اور اصیل ہیں۔ اور اگر عبد مناف کے نسب سے کسی کو ممتاز دیکھنا ہے۔ تو بنی ہاشم میں اس کے اشراف اور افضل موجود ہیں اور اگر کسی دن نسب پر فخر کیا جائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بن ہاشم کے افضل اور کریم اشخاص میں چنے ہوئے ہیں غرض حسب و نسب کے اعتبار سے آپ بہت ہی اونچے خاندان سے ہیں جس کا سلسلہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم ؑ سے جا ملتا ہے۔

مولد و جائے بعثت کی بزرگی اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے انسانوں کے لئے مجسمۂ رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کی پیدائش ایک ایسی مقدس جگہ میں ہوئی جس کو حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام سے تعلق ہونے کی بنا پر نہ صرف تمام جگہوں پر فوقیت حاصل تھی بلکہ اسے ایک لحاظ سے مرکزیت بھی حاصل تھی اسی وجہ سے مکہ کو ام القریٰ کہا گیا ہے۔

اس شہر کو خانہ کعبہ کی وجہ سے جو تقدس حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ خانہ کعبہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں گھاس تک اکھیڑنے کی اجازت نہیں اور کسی جانور کو ستانے کی اجازت نہیں۔ مکہ مکرمہ کے متعلق یہاں تک ارشاد ہے کہ

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝

مجھے قسم ہے اس شہر کی جس میں آپ رہتے ہیں۔

عزم و استقلال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عزم و استقلال کے پیکر تھے۔ تمام عمر آپ اپنے موقف پر ڈٹے

رہے اور آپ کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے مقصد کے حصول سے نہ روک سکی ۔

آپ عمر بھر مخالفتوں میں گھرے رہے ۔ اعلانِ حق کے بعد قریش کی مخالفت ۔ آپ پر دباؤ ڈالنا ۔ آپ کو کاہن اور جادوگر کہنا ۔ آپ کو آپ کے خاندان سمیت شعب ابی طالب میں قید کرنا ۔ طائف کی گلیوں میں آپ کو مجروح کرنا ۔ آپ کے راستوں پر کانٹوں کا بچھایا جانا ۔ آپ پر کوڑا کرکٹ اور غلاظت کا پھینکا جانا ۔ نماز کی حالت میں آپ پر اوجھ لاکر رکھ دینا ۔ آپ کے گلے میں کپڑے سے پھندا ڈال کر مروڑنا ۔ آپ کے ساتھیوں پر ظلم و تشدد کی انتہا کر دینا اور آخر میں آپ کو جلا وطن کرنا اور پھر بھی آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دینا اور مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں کا سازباز کر کے ہر وقت مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہونا ۔ ان تمام باتوں کے باوجود آپ اپنے ارادے پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور کوئی تکلیف آپ کے عزم صمیم کو متزلزل نہ کر سکی ۔

اب دوسرا رخ دیکھئے ۔ آپ کو تمام عرب کا سردار اور بادشاہ بنانے کی پیشکش کرنا ۔ تمام دنیا کی دولت آپ کے قدموں میں نچھاور کرنے کو تیار ہونا ۔ آپ کو خوب صورت سے خوب صورت عورت سے شادی کی پیش کش ۔ مگر آپ کو یہ فانی چیزیں اپنی طرف راغب نہ کر سکیں ۔ اور آپ نے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا ۔ اگر میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی لاکر رکھ دو ۔ تب بھی میں اپنے ارادے سے باز نہیں آؤں گا ۔ اور فرمایا میں کلمۃ الحق بلند کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں کامیاب ہو جاؤں یا پھر اس دارفانی سے اٹھ جاؤں ۔

صدق و امانت | آپ اس قدر سچے تھے کہ آپ کے دشمن تک آپ کو الصادق کہہ کر پکارتے تھے ۔ خود آپ کے دشمن ابوسفیان نے قیصرِ روم کے دربار میں یہ گواہی دی تھی کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔ اس پر قیصر پکار اٹھا کہ جب آپ نے لوگوں کے معاملے میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تو خدا کے معاملے میں ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتے لہٰذا آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں ۔

آپ خوش طبعی اور ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کے روادار نہ تھے آپ نے جھوٹ بولنے کو ہر برائی کی جڑ قرار دیا ہے ۔ حدیث میں ہے آپ سے پوچھا گیا کہ آیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں!
پھر پوچھا گیا کہ آیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ہو سکتا ہے ۔ اس پر پوچھا گیا کہ کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں! مسلمان جھوٹا نہیں ہو سکتا ۔ یعنی مسلمان بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے ۔ لیکن وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا ۔

آپ کو خود مشرکین الامین کہہ کر پکارتے تھے اور اپنی قیمتی چیزیں آپ کے پاس بطور امانت لاکر رکھ دیتے تھے آپ کے دشمنوں کو بھی آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ بلاخوف و خطر اپنی چیزیں آپ کے سپرد کر دیتے تھے آپ کا ارشاد گرامی ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ۔ جو شخص امین نہیں ہے وہ ایماندار نہیں ہو سکتا

قوت و شجاعت قوت کے لحاظ سے آپ یکتا تھے - غزوۂ خندق میں کھدائی کے دوران ایک ایسی چٹان نمودار ہوئی جو کسی شے سے ہلائی تک نہیں جاتی تھی - آخر صحابہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے پھاوڑے کی ایک ہی ضرب سے اس چٹان کو پاش پاش کر دیا حالانکہ آپ اور دیگر صحابہ کرام اس جنگ میں فاقوں پر فاقے کر رہے تھے - شجاعت کے لحاظ سے تو آپ کی نظیر پیدا نہیں ہوئی اور نہ آئندہ پیدا ہوگی حضرت علی فرماتے ہیں کہ میدان جنگ میں آپ سب سے آگے ہوتے تھے اور ہمیں جب کہیں پناہ لینے کی ضرورت پڑتی تو آپ ہی کے پاس آ جاتے تھے - جنگِ بدر میں آپ نے مٹھی بھر لشکر کے ساتھ لشکر جرار سے ٹکر لے کر اسے شکست فاش دے دی - احد میں آپ صرف چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان میں رہ گئے تھے مگر آپ نے اپنی جگہ نہیں چھوڑی اور ڈٹے رہے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ زخمی ہو گئے -

غزوۂ حنین میں جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو آپ میدان میں تنہا خچر پہ سوار ڈٹے رہے اور یہ رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے انا النبی لاکذب انا بن عبد المطلب - میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں آخر کار آپ کی ثابت قدمی نے مسلمانوں کی شکست کو فتح میں بدل دیا اور دشمن بری طرح شکست سے دوچار ہوا۔

ایفائے عہد آپ جب وعدہ فرما لیتے تھے تو وہ پتھر کی لکیر بن جاتا تھا آپ نے نقض عہد کو منافق کی علامت بتایا ہے آپ کے دشمن ابوسفیان (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے بھی قیصر روم کے دربار میں گواہی دی تھی کہ آپ نے کبھی وعدہ خلافی نہیں فرمائی - صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکے کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے گا تو مسلمان اسے مکے والوں کو لوٹا دیں گے لیکن اگر مدینہ کا کوئی مسلمان خدانخواستہ مرتد ہو کر مکے آتا تو مکے والے اسے نہیں لوٹائیں گے - ابھی اس صلح نامہ کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ مکے سے پا بسلاسل بھاگ کر آئے اور اپنے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستان سنا کر مدد کے طلبگار ہوئے - مگر آپ نے عہد کے بموجب ان کو لوٹا دیا اور انہیں صبر کی تلقین کی -

عدل و انصاف عدل و انصاف میں بھی آپ یکتا تھے - صرف ایک مثال سے واضح ہو جائے گا کہ آپ کس قدر عادل تھے آپ کی حکومت نہ صرف صحابہ کرام کے جان و مال پر تھی بلکہ آپ ان کے دلوں پر حکومت کرتے تھے مگر ایک مرتبہ مال تقسیم کرتے وقت اچانک آپ کی چھڑی ایک صحابی کو لگ گئی تو آپ بدلہ دینے پر تیار ہو گئے مگر صحابی نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا ہے" آپ بلا امتیاز ہر ایک سے ایک سا سلوک فرماتے تھے اور کبھی انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیتے تھے -

سخاوت و ایثار جو کچھ آپ کے پاس ہوتا اسے مستحق افراد کے حوالے کر دیتے تھے۔ جہاں کہیں سے کوئی مال آیا آپ نے اسے فوراً تقسیم کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ رات کو بے قرار تھے اور نیند نہیں آرہی تھی حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ بے چین ہیں آپ نے فرمایا کہ دن کو جو مال آیا تھا وہ میں نے سب تقسیم کر دیا تھا سوائے ان چند درہم کے جو میرے تکیے کے نیچے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں نہ جاؤں کہ یہ درہم میرے پاس موجود ہوں۔

آپ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے اور اسی کردار حسنہ کے اثرات تھے کہ صحابہ کرام اس قدر ایثار پیشہ بن چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

ترجمہ۔ وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجت مند کیوں نہ ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی سوالی آتا تو آپ اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ اگر اپنے پاس کچھ ہوتا تو اسے عنایت فرما دیتے تھے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو فرماتے کہ فلاں شخص سے میرے نام پر اتنا مال لے لو میں ادا کر دوں گا۔ بعد میں آپ ادا کر دیتے تھے۔

زہد و قناعت آپ کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ آپ کے پاس جو کچھ مال ہوتا اللہ کی راہ میں لٹا دیتے تھے۔ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ یارب ایک وقت کھانا کھلا تاکہ میں تیرا شکر ادا کروں اور ایک وقت بھوکا رکھ تاکہ میں تجھ سے سوال کروں۔

اسی طرح آپ بہت ہی قناعت پسند تھے اور کبھی کسی شئی کے متعلق شکوہ نہیں کرتے تھے۔ صبر و شکر کے ساتھ آپ زندگی بسر کرتے تھے اور اس کی تعلیم دیتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں مہینہ مہینہ تک چولہا نہیں جلتا تھا اور صرف ہم کھجور پر گذارہ کرتے تھے۔ عبادت میں بھی آپ کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ شمائل ترمذی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ آپ اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں پر ورم آجاتا تھا اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ معصوم ہونے کے باوجود اس قدر عبادت کرتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ کیا میں شکر گذار بندہ نہ ہوں!

عفو و حلم آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ مشرکین مکہ نے آپ کو کس قدر تکالیف پہنچائیں اور آپ سے کتنا برا سلوک کیا تھا۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر آپ نے قابو پانے کے باوجود انہیں معاف کر دیا اور فرمایا۔ اذھبوا انتم الطلقاء ——— جاؤ تم آزاد ہو۔ آج تک کوئی فاتح اور جنرل اس کی مثال نہیں پیش

کر سکا اور نہ آئندہ پیش کر سکتا ہے۔

شرم وحیا | آپ نے شرم وحیا کو ایمان کا جزء قرار دیا ہے عرب میں ننگے ہو کر کعبہ شریف کے طواف کا رواج تھا آپ نے اس رسم بد کو توڑ دیا اسی طرح آپ نے قضا حاجت کے لئے کسی چیز کی آڑ لے کر اور بیٹھ کر پیشاب وغیرہ کا حکم دیا ہے جبکہ عرب میں کھڑے ہو کر اور سب کے سامنے پیشاب کرنے کا رواج تھا۔ اسی طرح آپ نے ستر پوشی کی سختی سے تاکید فرمائی ہے اور مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے بھی ننگا ہونے سے منع فرمایا ہے۔

شفقت ورحمت | آپ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا اَرسلنٰکَ الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ہر ایک سے محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سے آپ خاص کر مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ نے جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے انہیں بھوکا پیاسا رکھنے اور ان کی قوت سے زیادہ کام لینے کی ممانعت فرمائی ہے۔

خوش طبعی | آپ خوش طبعی بھی فرمالیا کرتے تھے مگر اس میں بھی سنجیدگی اور وقار کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے سواری کے لئے کچھ طلب کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کرا کر بھیج دونگا اس پر اس شخص نے عرض کیا کہ وہ بچہ میرا بوجھ کیوں کر سہار سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ آخر بڑا اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا کہ میرے لئے جنت کی دعا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں ہوں گی اس پر وہ بڑھیا رونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ جنت میں بوڑھیوں کو بھی جوان بنا کر داخل کیا جائے گا اور یہ بھی جوان ہو جائے گی۔